(۲۶)
پیر حسام الدین امیراکدل کشمیر
دی کشمیر ناول ایجنسی
نام کشمیر کی وادیاں مصنف [illegible]
نمبر کتاب 1248 قیمت
پروپرائٹر
پیر حسام الدین جنرل مرچنٹ امیراکدل کشمیر
Shaman Ke Aanad

ظفر برادرس تاجران کتب کا سلسلۂ تالیفات نمبر ۱۴

کشمیر کی رانیاں

مؤلفہ

محمد اسمٰعیل ہاتف بھوپالی

جس کو

ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

نے

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام منشی [illegible] بخش صاحب پرنٹر طبع کرایا۔

بار اول   قیمت فی جلد   [illegible]

التماس

میں اپنے دوست منشی محمد اسمعیل صاحب ہاتف (بھوپال) کا شکر گزار ہوں۔ کہ انہوں نے میری تحریک سے بہت تھوڑے دنوں میں یہ مختصر سی کتاب لکھ کر مجھے ارسال کر دی۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ میں اس کے ساتھ کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کی بیگمات کے حالات کا تتمہ بھی شامل کر دیتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کشمیر نے اس جنس لطیف کو محض غلام و ذلیل ہستی اور ایک بیکار شے سمجھکر زمانہ قدیم میں جو حضرت مسیح علیہ السلام سے قریباً چار ہزار سال پیشتر شروع ہوتا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اور اسی عدم توجہی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ ہندو عہد قدیم کی طویل تاریخ میں جس کی مدت مورخوں نے قریباً پانچ ہزار سال بیان کی ہے صرف بیس ایسی رانیوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہوں نے علم و تدبر۔ شجاعت و مردانگی اور اسی قسم کی دیگر صفات میں ناموری و شہرت حاصل کی ہے۔

اسلام نے عورت کو جس قسم کے حقوق عطا کئے ہیں۔ آج اسلام کا ہر نکتہ چین اسلام کی اس فیاضی و رواداری کا معترف ہے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ کشمیر کے مسلمان بادشاہوں نے بھی اس تعلیم کے باوجود عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خاندان شہمیری و چک کے قریباً اڑہائی سو سالہ عہد حکومت میں ایک دو بیگمات کے سوا کسی کا نام تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ اس لئے افسوس ہے۔ میں اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ کر سکا۔ لیکن بشرط زندگی جب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپے گا۔ تو "بیگمات کشمیر" کے متعلق تاریخ سے جو کچھ مل سکے گا اس کو بطور تتمہ درج کر دونگا۔

یکم جنوری ۱۹۲۵ء

محمد الدین فوق

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحات
۱	دیباچہ	۲
۲	مقدمہ	۳
۳	رانی جیشومتی	۶
۴	کتابون	۱۱
۵	ہی مال	۱۴
۶	بولری	۱۶
۷	چکرارانی	۱۷
۸	ایشائی رانی	۱۸
۹	رانی واگ پُشٹا	۱۹
۱۰	رانی نارمہ	۲۱
۱۱	اننگ لیکھا	۲۲
۱۲	نرندر پربھا	۲۳
۱۳	رانی کملا دیوی و رانی کلیان دیوی	۲۵
۱۴	رانی جیا دیوی	۲۷
۱۵	سوگندا رانی	۲۸
۱۶	بپٹ دیوی	۳۰
۱۷	ہنسنی	۳۱
۱۸	وبیارانی	۳۲
۱۹	رانی شری لیکھا	۳۵
۲۰	رانی شری میتی	۳۶ تا ۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

میرے عزیز دوست مولوی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور مُصر ہوئے کہ میں "بیگمات بنگال" اور "بیگمات بھوپال" کی طرح ایک کتاب "کشمیر کی رانیوں" پر لکھوں۔ یہ کام جس قدر مفید تھا اتنا ہی مشکل تاہم میں نے ہمت کی اور موجودہ تاریخوں کی ورق گردانی کے بعد یہ "مجموعہ" معزز ناظرین کے ذوقِ نظر کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ بہت تعجب کی بات ہے۔ کہ ۴۴۰۵ برس (سنہ ۳۰۸۱ ق م سے سنہ ۱۳۲۴ء تک) کی تاریخ کشمیر میں سے صرف بیس (۲۰) رانیوں کے حالات ہی مل سکے۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ متقدمین ہند علم تاریخ سے کورے تھے۔ اور غریب عورت کے حالات لکھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اشارات ضمنی واقعات اور خلاف قیاس قصے کہانیوں سے محققانہ طور پر رانیوں کے حالات کا اقتباس غالب یقین ہے کہ ضرور قدر کی نظر سے دیکھا جائیگا ۔

میں نے اختصار پر عمل کر کے حشو و زوائد کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اُن تمام خلافِ عقل باتوں کو قلم انداز کیا ہے جو پرانے لوگوں کو سرمایہ ناز و افتخار تھیں اور آجکل کسی کے حالات لکھنے میں جو اصول و قواعد ملحوظِ خاطر رکھے جاتے ہیں ان کی پابندی کی کوشش کی ہے اور جیسا کہ ناظرین کو پڑھنے کے بعد خود ہی معلوم ہو جائیگا میں نے کسی جانب داری کو مورخانہ انداز پر غالب نہیں ہونے دیا ۔

۲۶ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء = ۱۰ رمضان شریف سنہ ۱۳۴۱ھ
روز جمعہ - ابراہیم پورہ - بھوپال (مالوہ)

محمد اسمٰعیل - ہاتف
بھوپالی

مقدمہ

فطرت نے عورت مرد دونوں کو یکساں قوتیں عطا فرمائی ہیں۔ عورت بھی ان تمام فضائل انسانی اور اخلاق بشریت کی مالک ہے جو مرد کی زیب و زینت کا باعث ہیں۔ عورت بھی مرد کی طرح جسم و روح دل و دماغ اور عقل و علم کی حصہ دار ہے۔ مرد کی طرح اس میں بھی امنگیں حوصلے اور ولولے ہوتے ہیں۔ وہ مرد سے زیادہ حساس۔ ذکی اور ذہین ہوتی ہے۔ وہ مرد کی طرح ہر کام کرتی اور کر سکتی ہے۔ عورت کو مرد کی حالت سنوارنے میں بھی فطری طور پر بڑی قدرت حاصل ہے۔ ماں کی حیثیت سے اس کے اوضاع و اطوار خیالات و محسوسات عادات و خدمات مرد کے لئے قدرتی درس ہیں۔ خدا نے آدمی کو پیدا کر کے اس کی پرورش اور تربیت کا بار اس پر ڈالا ہے اور یہ ایسی عزت ہے جس میں مرد حصہ دار نہیں ابتدائے آفرینش سے مردوں نے عورت کے ساتھ طرح طرح کے خراب سلوک کئے۔ اس کو غلام سمجھا۔ اور اپنی ذاتی جائداد تصور کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ آج بیچاری عورت کی حالت بہت دردناک ہے۔ وہ مرد سے قوائے جسمانی اور ذہنی میں کمتر اور کمزور نظر آتی ہے۔ مردوں نے اس کو تمام حقوق اجتماعی سے محروم کر کے محدود دائرہ میں بند کر دیا ہے۔ اگر عورت کی جگہ مرد ہوتے تو وہ اس قسم کے برے برتاؤ کی تاب نہ لا کر کبھی کے بے نام و نشان ہو چکے ہوتے لیکن قدرت کی عجیب و غریب قوتوں کی مالک عورت نے معجزنما تحمل سے اپنی خوشنما ہستی اور اپنے دلفریب وجود کو قائم رکھا۔ اور باوجود کمزوری و محکومیت وہ مرد کی حاکم اور اس کی روح و حواس پر قابض نظر آتی ہے۔ عورت کی نزاکت ہزار قوتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اس کا حسن ایک ایسی زبردست طاقت ہے جس کے آگے بڑے بڑے سورما پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔
افسوس تو اس بات کا ہے کہ جو چیز مرد کی تمام دلچسپیوں آرام اور مسرت کا باعث ہے جو

مرد کی زندگی کو کامیاب بنانے کا ایک زبردست آلہ ہے۔ مرد نے اسی کے ساتھ اس قدر بے پروائی اور غفلت برتی کہ خدا کی پناہ۔ ہر شخص کی ماں عورت ہی تو ہے مگر انفرادی حالت سے قطع نظر اجتماعی حیثیت سے مرد عورت کو ذلیل سمجھنے میں ذرا نہیں جھجکتا۔ ایسی حالت میں جبکہ طاقتور مرد نے عورت پر قابو پاکر اسے بیکار محض بنا دیا۔ یہ بات اعجاز سے کم نہیں کہ عورت نے اپنے ہر شعبہ زندگی میں ایسے بڑے بڑے کام کئے ہیں جو مرد سے نہ ہو سکے تھے یا جو بہت بڑے اور غیر معمولی دل و دماغ کا مرد کر سکتا تھا۔ دنیا کے زبردست سے زبردست اور اہم سے اہم کام کو لے لیجئے اور تاریخ کی ورق گردانی کیجئے آپ کو حیرت ہوگی۔ کہ عورت کسی عظیم الشان کام کرنے میں مند نہیں ہے۔ بلکہ اگر کبھی اتفاق سے اسے موقع مل گیا ہے۔ تو اس نے تاریخ کے بہت سے اوراق پر قبضہ کر لیا ہے۔ موجودہ ترقی و تمدن تہذیب و شائستگی صرف مرد کی کوششوں کی ہی رہین منت نہیں ہے۔ بلکہ عورت بھی برابر کی حصہ دار ہے۔ سب سے بڑی خوبی جس کو مرد اپنے لئے فخر و مباہات کی بات سمجھتا ہے کسی قوم و ملک پر حکمرانی کرنا ہے۔ آجکل کے روشن زمانہ میں اگر کوئی ایسی عورت نظر آئے تو اسے دنیا کی ترقی یافتہ ہونے کا نتیجہ کہا جا سکتا ہے لیکن آج سے تین چار ہزار سال پہلے جبکہ دنیا جہالت کے تاریک گڑھے میں گری پڑی تھی۔ عورت کا حکمران رہنا اس کی عظیم الشان قوتوں کے انکشافات میں بہت مدد دیتا ہے۔

میرے ہموطن اور محترم دوست محمد اسمٰعیل صاحب ہاتف نے اس مجموعہ میں عورت کی مندرجہ بالا خصوصیت پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

میں نے اس کتاب کے مسودہ کو سرسری نظر سے دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب جو بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ موجودہ اصول کے مطابق لکھی گئی ہے تاریخ کشمیر میں ایک بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔ اور موجودہ اور آیندہ نسلیں اس سے فائدہ اٹھائینگی۔

میرے دوست نے ہر عورت کے حالات کو دلکش پیرایہ عمدہ اسلوب بیان

اور مورّخانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ کتاب کا حجم بڑھانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ حشو و زوائد کو قلم انداز کر کے ضروری واقعات کا اندراج کیا ہے۔ کوئی خلافِ قیاس بات نہیں لکھی ۔ فقط

حمید محمّد خان۔ آرم بھوپالی

رانی جلیشومتی

(۱)

راجگانِ کشمیر کے دُوسرے خاندان "اوگنند" میں یہ رانی بہت بڑی دوراندیش مدبّر اور عقلمند و بہادر گذری ہے۔ یہ خاندان زیادہ دن حکمراں نہ رہا۔ اور سنہ ۳۱۲۱ ق م سے سنہ ۳۰۷۱ ق م تک ۵۰ سال حکومت کر سکا۔ تاہم کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر اس خاتون کی دماغی قوت اپنے شوہر (راجہ) کے ساتھ ملکر کام نہ کرتی تو ۵۰ سال تک اس خاندان کا قائم رہنا مشکل تھا۔ یہ خاندان بھی فنا ہو گیا۔ لیکن اس مدبّر عورت کے زرّین کارنامے تاریخ میں باقی رہ گئے۔ اس سے پہلے کسی عورت کا حال کشمیر کی تاریخوں میں مذکور نہیں ۔

جلیشومتی راجہ دامودر کی بیوی تھی۔ ابھی میاں بیوی ولیعہدی کی غیر ذمہ دارانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ کہ یکایک قبل از وقت ان پر سلطنت کا بار آ پڑا ۔

واقعہ یہ ہوا۔ کہ راجہ اوگنند دامودر کے باپ کو خبر ملی۔ کہ اس کے بھائی راجہ متھرا پر سری کرشن جی نے ایک زبردست حملہ کیا ہے۔ راجہ متھرا نے شکست کھائی اور متھرا میں محصُور ہے۔ یہ معلوم کر کے خونِ قرابت نے جوش مارا۔ اُس نے سری کرشن جی کا متھرا پر سے محاصرہ اُٹھانے کے لئے بہت جلد فوج جمع کی۔ اور بیٹے کو عنانِ حکومت سپرد کر کے آندھی کیطرح وادیٔ کشمیر سے گذرتا ہوا متھرا جا پہونچا اور دریائے جمنا پر مورچے قائم کر کے زور شور سے معرکہ کارزار گرم کرنا شروع کیا۔ کشمیری فوج نے پے در پے حملے کر کے محاصرین کے چھکے چھڑا دیئے۔ اور قریب تھا۔ کہ خود بخود محاصرہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوتے۔ لیکن اس نوبت پر ایک معرکہ میں راجہ اوگنند سری

کرشن جی کے بھائی بلبھدر جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور بے سردار فوج منتشر ہو کر کشمیر واپس ہو گئی ؎

(۲)

ناتجربہ کار دامودر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں آنے سے بہت گھبرایا۔ لیکن رانی جیشومتی نے مبتسم گفتگو سے اس کی وحشت کو دُور کیا۔ اور ہر طرح تسلّی و تشفّی کر کے منصبِ حکومت پر برقرار رکھا۔ دامودر شریف طبیعت نیک مزاج اور بہادر نوجوان تھا۔ لیکن تدبر و سیاست سے کورا۔ چنانچہ اس کمی کو اس کی بیوی نے پُورا کیا۔ دامودر مہماتِ سلطنت میں رانی کے مشورہ بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ یہ موقع جو اتفاق سے ہاتھ آ گیا تھا رانی کے اظہارِ قابلیت کے لئے کافی تھا جب اوگنند متھرا جیسے دُور دراز مقام پر مصروف پیکار تھا۔ تو دامودر نے بیوی کے مشوروں سے رسد رسانی کا معقول انتظام کیا تھا۔ دامودر کے انچارج سلطنت ہوتے ہی طبقات رعایا میں بے اطمینانی پھیل گئی۔ اکثر مقامات پر بدامنی ہو گئی۔ جیشومتی نے شوہر کی آڑ سے قرار واقعی انتظام قائم رکھا۔ اور بہت کم مدت میں پہلے سے بھی زیادہ امن قائم کر دیا۔ اور باغی لیڈروں کو سزائیں دیں ؎

(۳)

ابھی دامودر اور جیشومتی داخلی انتظامات ہی میں مصروف تھے۔ کہ متھرا سے لوٹے ہوئے سپاہیوں نے راجہ اوگنند کے مرنے کی غمناک خبر سُنائی۔ دامودر کو بہت ملال ہوا اور اعیانِ حکومت نے ۱۴۰۳ قم میں اسے باقاعدہ تخت نشین کیا دامودر نے تخت پر بیٹھتے ہی فوج جمع کر کے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہا۔ ارکینِ دولت نے بھی اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن دُور اندیش رانی نے روک دیا۔ رانی نے کہا:۔

"ابھی ہماری حالت اس قابل نہیں۔ کہ مُلک سے باہر کسی پر حملہ

کریں۔ داخلی انتظامات مکمل کرنا چاہیئے۔ قدرت آیندہ بہتر موقع دیگی۔ متھرا کے مقام پر لڑنا خودکشی ہے۔ جو فوج سینکڑوں میل سے چل کر تھکی ہوئی وہاں پہنچیگی۔ فاتح فوج سے جو آرام وہاں مقیم ہے کیسے لڑ سکتی ہے؟

غرض میاں بیوی جنگ کے خیال کو ترک کر کے داخلی انتظام میں مصروف ہوئے۔ بہت سی اصلاحیں کیں اور رفاہِ عام کے کام کئے۔ رعیت پروری اور عدل گستری کو مقصدِ زندگی بنایا جس کی بناء پر رعایا کی خوشحالی میں ترقی ہوئی ٭

(۴)

اس زمانہ میں قندہار پر بھی ایک۔ راجہ حکمران تھا۔ اس کی ایک حسین وجمیل لڑکی تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی۔ تو اس کے سوئمبر کا چرچا دور دور پھیل گیا۔ اور قسمت آزمائی کے لئے بڑے بڑے شہزادے اور راجہ قندہار میں جمع ہوئے اور اس تقریب میں سری کرشن جی نے بھی شرکت کی ٭

دامودر کو جب ان کے قندہار جانے کی خبر ملی۔ تو اُس کا جذبۂ انتقام بھڑک اُٹھا جیشومتی نے بھی قندہار پہونچ کر جنگ کرنے کی تائید کی۔ آخر جلد فوج جمع کی۔ اور امُور سلطنت وزراء کے حوالے کر کے برق و باد کی طرح مع مشیر زندگی جیشومتی کے دامودر نواح قندہار میں جا پہونچا۔ سری کرشن جی کو جب خبر ہوئی۔ تو وہ بھی پوری قوت سے مزاحمت کو بڑھے۔ آخر دونوں لشکروں میں بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔ لیکن بدقسمتی سے باپ کی طرح دامودر بھی کام آیا۔ فوج فرار اور قتل وقید ہوئی۔ سری کرشن جی کو فتح ہوگئی۔ اور انہیں کامل اطمینان ہوا۔ تو اُن کے سامنے ایک خوبصورت عورت قیدی کی حیثیت میں پیش کی گئی۔ یہ وہی جیشومتی تھی۔ رانی اس وقت بڑی خودداری اور وقار سے چُپ چاپ کھڑی تھی۔ اس کے چہرہ پر ذرا گھبراہٹ نہ تھی۔ اور

یہ عظیم الشان شکست اس کی عالی ظرفی پر کوئی اثر نہ کر سکتی تھی۔ بہادر سری کرشن جی نے اسے فوراً رہا کر دیا اور با احترام واپس کشمیر کیا ۔

(۵)

رانی جسیوتی نے کشمیر پہونچکر سلطنت کی باگ سنبھال لی۔ چونکہ بہت دنوں سے خفیہ طور پر یہ اس ملک پر حکومت کر رہی تھی۔ اس لئے بڑے بڑے مدبّر لوہا مانتے تھے اور بڑے بڑے سُورما عزت کرنے پر مجبور تھے۔ کوئی مخالف بھی تھا تو مخالفت کے اظہار پر قادر نہ تھا۔ غرض رانی نے اب کُھلم کُھلا حکومت شروع کی۔ یہ اس وقت حاملہ تھی۔ بعد مدّت مقررہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "دیال گونند" رکھا گیا۔ مہمات سلطنت کے ساتھ ساتھ رانی نے اپنی نگرانی میں بچہ کی اعلیٰ تعلیم دلانے پر توجہ کی اور عمدہ پیمانے پر پرورش و تربیت کی ۔

لے نومبر ۱۹۲۴ء میں مسز اینی بسنٹ نے مدراس یونیورسٹی کے کانووکیشن کے موقعہ پر اپنے معرکۃ الآراء خطبہ صدارت میں ہندوستان کی گذشتہ علمی ترقیوں کا ذکر کرتے ہوئے کشمیر کے متعلق فرمایا "ہیون ہیٹسینگ (ایک چینی سیاح جو چھٹی صدی عیسوی میں ہندوستان آیا تھا) بیان کرتا ہے۔ کہ کشمیر کے اندر سونگھم موجود تھے۔ جن میں پانچ ہزار ولی رہتے تھے جو طلباء کو پڑھاتے بھی تھے اور اپنا مطالعہ بھی طالب علموں کی طرح جاری رکھتے تھے۔ ان سنگھموں میں طلباء اور استاد برسوں زیر تعلیم رہتے تھے۔ اور اس دوران میں انہیں شاذ و نادر ہی گھر جانے اور اعزہ و اقرباء سے ملنے کا موقعہ ملتا تھا۔ لفظ سنگھم کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے استعمال ہوتا تھا اس زمانہ میں صاحب علم افراد کی بڑی عزت تھی۔ اور ہر کہ و مہ انہیں بہ نظر احترام دیکھتا تھا"۔

ہیون ہٹسینگ کا تذکرہ صدر بیان کشمیر کے اس زمانہ کے متعلق ہے۔ جب ہندوستان قدیم کے اعلیٰ علوم کی تعلیم کا سلسلہ رفتہ رفتہ جنگلوں کی کھوؤں اور غاروں سے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عورت کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا قدیم غلط خیال یہاں بھی تھا۔ بعض ارکانِ حکومت اسی بناء پر اُس کی حکومت پر ناراض تھے۔ مگر اس کی غیر معمولی سیاسی قابلیت سے ڈر کر کان نہیں ہلا سکتے تھے۔ لیکن جب دیال گوبند پندرہ سال کا ہوا۔ تو سب نے اسے تخت نشین کرنے کا خیال پیش کیا۔ محض اس بناء پر کہ اس کی وجہ سے رانی کی مضبوط گرفت سے کسی قدر آزادی ملیگی۔ اور ناتجربہ کار دیال گوبند کے عہد میں خوب کھُل کھیلیں گے۔ رانی نے ان کی خود غرضانہ تجویز کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ مگر مخالف طاقت زیادہ تھی۔ اس لئے ایک عام ایجی ٹیشن بپا ہو گیا۔ اور اس نوبت پر عقلمند رانی نے ظاہری طور پر سلطنت سے علیحدگی اختیار کی۔ اور دیال گوبند کو سنہ ۹۳۶ء میں تخت نشین کر دیا۔ اب اگرچہ رانی بیٹے کی پوری مشیر کار تھی۔ لیکن پھر بھی کسی قدر ارکانِ دولت ضرور آزاد ہو گئے تھے۔ وہ رفتہ رفتہ رانی اور راجہ کے اثر کو زائل کر کے اپنے پیچھے جا رہے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ عین اُسی حالت میں ملک کو مبتلا چھوڑ کر رانی راہی عدم ہوئی ✤

معدوم و مسدود ہو رہا تھا۔ اور مقدس سادھو اور رووان اپنے متبرک طلباء کے لئے جدید یونیورسٹیوں یعنی سنگھوں کا انتظام کر رہے تھے۔ یہ سنگھم کسی خوبصورت موقعہ و مقام پر خواہ وہ ایک معمولی قریہ و دیہات ہی کیوں نہ ہوتا قائم کئے جاتے۔ صرف یہ خیال رکھا جاتا کہ وہ مقام قدرتی مناظر سے مالا مال ہو۔ عمارت سر بفلک اگر نہیں ہے تو نہ ہی۔ لیکن اس کے گرد سرسبز و شاداب باغ ضرور ہوں۔ عنبر بیز پھولوں کی نکہت سے کیاریاں اور روشیں لپٹی رہتی ہوں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سایہ دار درخت بھی ہوں قدرتی چشمے جاری ہوں۔ آب و ہوا میں وہ طاقت وائز ہو کہ خیالات و عرفانی جذبات اور ذکاوت و ذہانت علوم کے دقیق معانی پر غالب آسکیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ قدرتی دلفریبیوں اور فطرتی آرائش کے لحاظ سے ہندوستان کیا دنیا میں کشمیر سے بہتر کوئی اور مقام بھی ان باتوں کے لئے زیادہ موزوں ہو سکتا ہے ✤

(محمد الدین فوق)

کتابون

(۱)

راجگانِ کشمیر کے چوتھے خاندان "راجگان مالوہ" کا آخری راجہ سورانندر نامی تھا۔ جو ۱۹۳۵ سنہ قبل مسیح میں تخت نشین ہوا۔ یہ راجہ اگرچہ کسی قدر سادہ لوح تھا لیکن رعایا کی آسایش اور بہبودی کا خیال ضرورت سے زیادہ رکھتا تھا۔ اس نے تمام عمر ملک کی آبادی اور قیام امن وامان میں صرف کی۔ اس نے رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ علاقہ دردستان میں سورک نامی ایک شہر بسایا جو اب سوروُ کے نام سے مشہور ہے۔ اور سورس سوند اور شتور بست مقامات بھی آباد کر کے برہمنوں اور غریبوں محتاجوں کو وقف کر دیے۔ اور ان مقامات میں نہایت عمدہ عمارتیں اور سیرگاہیں بنوا کر "نراندر بھون" کی بنیاد ڈالی۔ اور ملک میں جابجا مسافر خانے اور سرائیں بنائیں۔

راجہ کی صرف ایک بیٹی تھی۔ جو دولتِ حسن کے ساتھ فہم وفراست اور عقل وذکاوت میں بھی اپنی آپ نظیر تھی۔ اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے راجہ نے "لونو" نامی ایک لڑکے کو متبنے کر لیا تھا۔ "کتابون" سے راجہ بے حد محبت کرتا تھا۔ اور اسی بناء پر اس نے اس کی اچھی طرح پرورش و تربیت کی اور اعلیٰ تعلیم دلائی تھی۔

(۲)

اس زمانہ میں نزدیک و دُور خوبصورت کتابون کے حسن وجمال کی شہرت ہو رہی تھی اور ہر بادشاہ و شہزادہ اس سے شادی کرنے کی فکر میں تھا۔ اس وقت ایران کے تخت پر شاہ بہمن اسفندیار کا جلوہ افروز تھا اور دوسرے بادشاہوں کی طرح یہ بھی کتابون سے شادی کرنیکا خواہشمند تھا لیکن "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" کے مصداق اسے کتابون

کے حسن و جمال کی تعریف میں مبالغہ کا پہلو نظر آیا اور اس نے ایک معتمد ہمراز کو بہت سا زر و جواہر اور سامانِ تجارت دے کر تاجر کے بھیس میں دریافت حال کے لئے کشمیر روانہ کیا چنانچہ سوداگر وارد کشمیر ہوا اور کچھ دن بعد راجہ کے دربار میں باریاب ہوا لیکن راجہ کی غیر معمولی بے پروائی اور بے التفاتی سے بہت پریشان ہوا راجہ نے سرسری نظر سے تمام چیزوں کو دیکھا اور ایک چیز بھی نہیں خریدی آخر مجبوراً تاجر دربار سے قیام گاہ پر چلا آیا اور اس نے راجہ کے متعلق اپنے دل میں مذکورہ برتاؤ کی بنا پر بری رائے قائم کی۔ تاجر دوسرے دن کتابون کے حضور میں حاضر ہوا جو اس کا مقصد اصلی تھا کتابوں نہایت اخلاق کے ساتھ اس سے پیش آئی عزت و احترام سے اسے بٹھایا اور تمام جواہرات اور سامان میں سے عمدہ چیزیں انتخاب کر کے اس کی بہت زیادہ قیمت اور انعام عطا کیا تاجر نے کتابون کے متعلق ضروری معلومات حاصل کریں اور کشمیری اشیاء کو بطور ہدیہ دربار ایران میں پیش کرنے کے لئے خرید کر بہت جلد واپس ہو گیا۔

(۳)

بہمن اسفندیار تاجر کی آمد کا بے چینی سے منتظر تھا۔ اپنے معتمد سے کتابون کے متعلق تفصیلی حالات سن کر اس کی آتش اشتیاق اور بھی بھڑک اٹھی اور اس نے حکیم جاماسپ کو بہت سے تحفے اور ہدیے دے کر بطور سفیر سرکاری طور پر راجہ کشمیر کی خدمت میں بھیجا۔ حکیم موصوف نے حسب ہدایت دربار کشمیر میں پہنچ کر تحفے تحائف پیش کئے اور راجہ سے شاہ بہمن اسفندیار کو اپنی فرزندی میں قبول کرنے کی استدعا کی۔ راجہ سوراندر نے ہدایا قبول کر لئے لیکن نسبت کے معاملہ میں بہت غضب ناک ہوا۔ اس درخواست کو وہ اپنی توہین سمجھا اور فوراً جاماسپ کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ قریب تھا کہ راجہ سوراندر اپنے سپاہیوں کو حکم دے اور غریب بے گناہ جاماسپ کا سر تن سے جدا ہو جائے لیکن عقلمند کتابوں کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ برق و باد طرح اپنے باپ

کے پاس پونچی اور نہایت مناسب اور نرم و ملائم الفاظ میں اس معاملہ کے تمام نشیب و فراز اور حسن و قبح سمجھائے آخر اس کی موثر گفتگو نے راجہ پر اعجاز کا کام کیا راجہ نہ صرف جاماسپ کے ارادۂ قتل سے باز آ گیا بلکہ اس نے بہمن کو فرزندی میں بخوشی قبول کر لیا اور بیٹی کو ایران بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور چند دن بعد کتابون مع اپنے بھائی لولو کے حکیم جاماسپ کے ساتھ ایران کو روانہ ہو گئی۔

(۴)

شاہ بہمن اسفند یار کو جب کتابون کی تشریف آوری کی خبر ملی تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی قریب تھا شادی مرگ ہو جائے نہایت تزک و احتشام سے اسنے خیر مقدم کیا دار السلطنت میں رات کو چراغاں ہوا اور ایک عالیشان جشن ترتیب دیا گیا اور بہت دن تک ہر فرد بشر خوشی اور مسرت کے نشہ میں چور رہا۔ کتابون نے بہمن کو اپنی خداداد ذہانت و فراست سے اپنے قبضہ میں لے لیا اور سلطنت ایران کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں آ گئی۔ بہمن اب خود کوئی چیز نہ رہا تھا بلکہ وہ سلطنت کا کوئی کام بغیر بیوی کے مشورہ کے کرنے پر قادر نہ تھا بہت دنوں تک یہی حالت قائم رہی میاں بیوی ہنسی خوشی سے زندگی بسر کر رہے تھے کہ کتابون کے بھائی لولو کو اپنی بہن کی اس قدر ترقی اور عزت و عظمت پر رشک آیا اور اپنی بہن پر وار کرنے کے بجائے اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے معزز شوہر کا ہی کام تمام کر دیا جائے تاکہ کتابون کی موجودہ حالت میں تبدیلی واقع ہو اور توازن قائم ہو جائے لولو مدت تک اپنے اس ارادہ کی تکمیل کا موقع تلاش کرتا رہا اور آخر ایک رات وہ بہمن کی خوابگاہ میں خفیہ طور پر گھس آنے میں کامیاب ہوا اور اس نے بے خبر سوتے ہوئے بہمن کا تلوار کے ایک ہی وار میں خاتمہ کر دیا اس نوبت پر کتابون بھی جاگ اٹھی اور اس نے اپنے شوہر کو خون میں لوٹتے ہوئے دیکھ کر سر پیٹ لیا لولو اس کے جاگتے ہی اس کے سامنے سے بھاگ گیا۔ محل کے تمام خدام و ملازم جمع

ہوگئے محل سرا میں ایک شور محشر برپا ہو گیا نیک بادشاہ بہمن کی ہمیشہ کے لئے جدائی کا ہر فرد بشر کو صدمہ تھا آخر اردو تو گرفتار کر کے کتابون کے سامنے لایا گیا اور کتابون کے حکم سے قتل کر دیا گیا اس کے بعد کتابون ایران ہی میں رہی سلطنت کے کاموں میں جی بہلانا چاہتی تھی لیکن ناکام رہتی تھی آخر چند دن بعد یہ بھی اپنے عزیز شوہر کی جدائی میں تڑپ تڑپ کر مر گئی ۔

ہی مال

راجگان کشمیر کے پانچویں خاندان "راجگان گودہر" کے چھٹے راجہ "بلدیو" کی بیٹی تھی جو ۱۲۸۰ء میں تخت نشین ہوا۔ ہی مال انتہا درجہ کی خوبصورت اور خوب سیرت تھی اس زمانہ میں اس کے حسن و جمال فہم و فراست اور تہذیب و شائستگی کا چرچا دور دور پھیلا ہوا تھا اور گرد و نواح کے شہزادے اور بادشاہ اس سے شادی کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ راجہ بلدیو اپنی چہیتی بیٹی کی شادی ایسے مرد سے کرنا چاہتا تھا جو اس کے مرتبہ کے برابر ہو اور اس میں تمام انسانی خوبیاں پائی جائیں بہت سے شہزادے پیغام پہنچا کر ناکام ہو چکے تھے۔ انہیں بدنصیبوں میں ایک شہزادہ تھا جس کا نام "ناگی ارجن" تھا۔ جب اور شہزادوں کی طرح اسے بھی ناکامی ہوئی تو اس کے دل پر زبردست چوٹ پڑی اور وہ ہی مال کے عشق میں تخت و تاج کو لات مار کر اور فقیرانہ لباس پہن کر دیوانہ وار محل سرا سے نکل کھڑا ہوا اور جنگلوں اور پہاڑوں کی خاک چھاننے لگا بہت دنوں کی بیابان نوردی کے بعد وہ کشمیر میں وارد ہوا اور یہاں کے گلی کوچوں میں مدتوں پھرتے رہنے کے بعد ایک دن شہزادی کی سواری نکلی ناگی ارجن بھی دیدار کا منتظر گذرگاہ پر کھڑا تھا یہ سچ ہے کہ

عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا شود" چنانچہ جیسے ہی "ہی مال" کی نظر ناگی ارجن پر پڑی ہی محبت کی دبی ہوئی قوت اُبھر آئی - اور مصداق سے قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری - اس کی نظر نے انتخاب کیا کہ میری ہمسری کے لئے اس سے بہتر کوئی مرد ملنا محال ہے - سواری آگے بڑھ گئی ایک سیکنڈ میں یہ منظر نظر سے اوجھل ہو گیا ہی مال طرح طرح کے محبت آمیز خیالات میں ڈوبی ہوئی حرم سرا میں داخل ہوئی اور اس نے اپنے باپ سے التجا کر کے اپنے سوئمبر کی رسم مشتہر کرا دی اور بہزار بے چینی تاریخ مقررہ کا انتظار کرنے لگی - ادھر ناگی ارجن کا اپنی آنکھوں سے ہی مال کو دیکھ کر جو حال ہوا اسے چوٹ کھائے ہوئے دل ہی خوب سمجھ سکتے ہیں - جمال جہان آرا کا جلوہ دیکھ کر مردہ شاہزادے میں تازہ روح حلول کر آئی اس نے محسوس کیا کہ جس دقیقہ میں میری ہی مال سے نگاہیں چار ہوئیں وہ میری زندگی کا کامیاب دقیقہ ہے پھر وہ دل ہی دل میں کہنے لگا اس نظارہ نے تو میرے ساتھ اور بھی برا سلوک کیا میری حالت تو پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی - سچی اور بے غرض محبت کا آخر کار کامیاب ہونا یقینی ہے اور بوالہوس کبھی کامیاب نہیں ہوتے - مقررہ دن میں جس کا اعلان کیا گیا تھا اپنی اپنی قسمت آزمانے تمام امیدوار امرا شہزادے اور بادشاہ یہاں آ کر جمع ہوئے اور منظر نہایت دلچسپ ہو گیا - ناگی کو سوئمبر کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی بطور تماشائی اور بطریق آخری تدبیر اپنے نصیب کی آزمائش کرنے کے لئے آ گیا سوئمبر کی رسم ظاہری طور پر ادا کی گئی تھی ہی مال کا اس سے یہ منشا تھا کہ جلسہ عام میں ناگی کو میں انتخاب کر لوں گی چنانچہ اس نے ناگی ارجن ہی کو انتخاب کیا راجہ بلدیو نے فقیر سمجھ کر اپنی بیٹی کو اس خیال سے باز رہنے کی فہمائش کی لیکن بے نتیجہ ثابت ہوئی - آخر الامر عقلمند بیٹی کے اصرار بسیار سے مجبور محض ہو کر اس نے ناگی ارجن کے ساتھ دھوم دھام اور شاہی اہتمام اور تزک و احتشام سے شادی کر دی -

اور دونوں میاں بیوی مدت العمر بعیش و فراغت بسر کرتے رہے ۔

لولری[1]

یہ راجگانِ کشمیر کے ساتویں خاندان (راجگانِ کشمیر بار ثانی) کے آخری راجہ بمبور کے چچا زاد بھائی کی بیوی تھی۔ حسین و خوبصورت اور تمام انسانی اور نسوانی خوبیوں سے مالا مال۔ حسن اتفاق سے ایک دن راجہ بمبور اور لولری کی آنکھیں چار ہو گئیں۔ دونوں ایک دوسرے پر عاشق ہو گئے۔ لیکن پاسِ غیرت نے کبھی راز آشکارا نہ ہونے دیا تاہم بقول

شعر

عشق اور مُشک چھپائے سے کہیں چھپتا ہے
بر سرِ راہ ہی پٹتا ہے ڈھنڈورا ان کا

باوجود کتمِ راز لوگوں کو معلوم ہو ہی گیا۔ دونوں عاشقانِ صادق کی اپنی اپنی جگہ پر خراب خستہ حالت ہوتی گئی۔ دونوں شمع کی طرح پگھلنے لگے۔ بمبور میں جب تابِ ربط و ضبط نہ رہی تو اُس نے بادشاہت کو ٹھکرا کر جنگل کی راہ لی۔ اور نہایت تکلیف و مصیبت میں زندگی بسر کرنے لگا۔ لولری کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو اس کی وحشت اور جنون کو بھی چار چاند لگ گئے۔ اور اس نے بھی صحرا نوردی کی ٹھانی۔ لیکن اس کے اعزہ نے اُسے قید کر دیا۔ بمبور کچھ دن تک جنگلوں کی خاک چھاننے کے بعد کسی پہاڑ پر فوت ہو گیا۔ اور عشق حقیقی کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ عین اُسی وقت لولری بھی زندان خانہ میں راہی عدم ہوئی۔ کہتے ہیں۔ کہ عاشق و معشوق دونوں کو ایک ہی شمسان میں جلایا گیا ۔

[1] کشمیر کے گیتوں میں "لولو" کا لفظ اکثر لوگوں نے سنا ہوگا یہ اسی کے افسانہ ہائے عشق و محبت کی یادگار ہے۔ محمد الدین فوق

چکرا رانی

راجگانِ کشمیر کے آٹھویں خاندان (گووہر ثانی) کے پانچویں راجہ بیکھن کی رانی تھی۔ حسن سیرت اور حسن صورت میں اپنا جواب آپ تھی۔ راجہ جس قدر سادہ لوح۔ کم عقل۔ آرام طلب اور کاہل تھا۔ چکرا رانی اتنی ہی ذی شعور۔ عقلمند۔ مدبرہ اور چست و چالاک تھی۔ دونوں میاں بیوی کی متضاد عادات کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ راجہ برائے نام رہ گیا اور سلطنت کی باگ اسی دور اندیش اور جفاکش رانی کے ید قدرت میں آ گئی۔ مسلسل سترہ سال تک رانی نے اس دانشمندی اور مردانگی سے حکومت کی کہ ارکین سلطنت اور مدبرانِ عصر دنگ رہ گئے۔ بڑے بڑے بہادروں۔ سورماؤں اور سیاست دانوں پر بہادر رانی کا رعب چھایا رہتا تھا۔ اور ملک کے تمام سرکش سر تسلیم جھکانا ذریعہ عزت سمجھتے تھے۔ صنف نازک کے لطیف فرد ہونے کے باوجود بھی چکرا رانی نہایت مضبوط دل رکھتی تھی۔ اسے رعایا کی فلاح و بہبود کا اپنے آرام سے زیادہ خیال رہتا تھا۔ وہ اکثر راتوں کو بھیس بدل کر شہر کے گلی کوچوں میں بے خوف گشت کرتی تھی۔ اور ذاتی طور پر رعایا کی حالت معلوم کرنے کی عادی تھی۔ اگر کوئی محتاج ہوتا تو اس کی تکلیفیں دور کرتی اور کسی پر ظلم ہوا ہوتا تو مظلوم پر رحم کرتی اور ظالم کو سخت سزا دیتی۔ ایک دن چکرا رانی بھیس بدلے ہوئے شہر کے باہر چکر لگا رہی تھی۔ کہ دور سے اس نے پھوس کی جھونپڑی میں ایک چراغ ٹمٹماتے ہوئے دیکھا۔ یہ آگے بڑھی اور جھونپڑی کے قریب جا پہنچی۔ اس میں ایک رکھبیشر اور اس کی بیوی بیٹھے ہوئے کچھ سیاسی گفتگو کر رہے تھے۔ چکرا رانی جھونپڑی کے باہر کھڑے ہو کر سنتی رہی۔ رکھبیشر کی بیوی شوہر سے کہہ رہی تھی۔ کہ

"یہاں کا راجہ بہت کم عقل اور بے وقوف ہے۔ اگر چکرا رانی نہ ہوتی۔ تو ملک اب تک کبھی کا تباہ ہو گیا ہوتا۔ کس قدر بہادر اور دانا رانی خدا نے پیدا کی ہے۔ کاش راجہ عورت ہوتا اور یہ مرد"۔ رگھیشر نے کہا۔ تم سچ کہہ رہی ہو۔ بیشک رانی ہماری تعریف سے مستغنی ہے۔ اور خدا میں یہ قدرت بھی ہے کہ وہ ایسا ہی کر دے"۔ رانی نے صبح کو شوہر سے یہ واقعہ بیان کیا۔ جس کو سُن کر اس پر بہت خوفناک اثر ہوا۔ اور اس نے اپنے اعمال پر نظر ثانی کر کے زہر کھا لیا اور مر گیا۔ شوہر کی اچانک موت سے رانی کے دل پر ایک زبردست چوٹ پڑی۔ اور اس نے راجہ کے بھائی بھگونت کو عنانِ حکومت سپرد کر کے سلطنت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور بقیہ عمر شوہر کے فراق میں رگھیشر کی جھونپڑی میں گذار دی۔

ایشانی رانی

یہ رانی جو راجہ اشوک کے بیٹے راجہ جلوک کی چاہتی بیوی تھی کشمیر کی باضابطہ حکمران تو نہیں تھی۔ لیکن اپنے عادل و دادگستر خاوند کی طرح نہایت نرم دل اور منصف مزاج تھی۔ راجہ علوم مروجہ کے علاوہ علوم نادرہ سیمیا و کیمیا میں بھی دخل رکھتا تھا۔ رانی بھی اپنے زمانہ کے علوم سے باخبر تھی۔ اور راجہ کے انتظام ملک داری میں اس کو معقول مشورہ دیا کرتی تھی۔

اسی راجہ کے عہد میں کشمیر میں سب سے پہلے مختلف قسم کے دفاتر اور محکمے قائم ہوئے۔ اسی نے سب سے پہلے ہندوستان کے ایک حصہ پر فتح حاصل کی۔ دفتر دیوانی۔ بیت المال۔ توشہ خانہ۔ دفتر فوج و سپاہ۔ دفتر دھرم ارتھ وغیرہ سب اسی راجہ کے زمانہ کی ایجادات ہیں۔ اسی کے عہد میں غیر ملکی لوگ کشمیر میں آئے۔ اور صنعت و

معرفت کو انہوں نے ترقی دی۔

راجہ اور رانی دونوں مرتے دم تک ملک کی ترقی و فلاح میں مصروف رہے۔ اور تاریخ کے اوراق اب تک ان کی حقیقی رعایا پروری، علم دوستی اور علماء و فضلاء کی قدردانی کی شہادت دے رہے ہیں۔

رانی واگ پشٹا

یہ رانی کشمیر کے بارہویں خاندان (راجگان اوجین) کے تیسرے راجہ تونجین کی بیوی تھی۔ یہ راجہ ۲۲ ق م میں تخت نشین ہوا تھا۔ رانی بلا کی ذہین و ذکی، معاملہ شناس، دُور اندیش اور خوبصورت تھی۔ یہ اپنے شوہر راجہ کی امورات سلطنت میں مشیر اول تھی۔ بغیر اس کی صلاح و مشورہ کے راجہ ریاست کا کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ ملک کے تمام مدبر اور سیاست دان اراکین سلطنت امراء و وزراء رانی کی حد سے زیادہ عزت کرتے اور اس کی تدبیروں پر متحیر تھے۔

راجہ تونجین فطرتی طور پر خود بھی قابل و منصف حکمران تھا لیکن غیر معمولی اوصاف حمیدہ کی مالک رانی نے اسے ایک نہایت کامیاب راجہ بنا دیا۔ میاں بیوی دونوں نے مل کر رفاہ و فلاح عام کے ایسے ایسے کام کئے جو سرزمین کشمیر پر اب تک یادگار ہیں۔

نیکدل رانی کی کوششوں سے مقام بیج بھارہ کے متصل مندر تنگی شور معابد ہراداس اور نندا نور تعمیر ہوئے۔ اور کتگ نامی ایک وسیع و عالی شان شہر بھی آباد کیا جس کے مضافات میں انا شری کے بے مثل مندر کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ مندر ہندوستان کی نہایت خوبصورت اور شاندار عمارات میں شمار ہونے کے

قابل ہے اس کی اہمیت کا اندازہ صرف اس واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مندر کے گنبد کے ملمع ہی پر ایک لاکھ اشرفیاں صرف کی گئیں مندرجہ بالا عمارتیں رانی نے اپنے عزیز شوہر کے نام سے منسوب و مشہور ہونا پسند کیں لیکن اس نے خود بھی موضع رامرہ اور ہیموہ کی بنیادیں ڈال کر اپنی یادگاریں قائم کر دیں۔ رانی حد درجہ کی فیاض تھی اس نے اپنے بسائے ہوئے گاؤں کے علاوہ بھی بہت سے دیہات و مقامات برہمنوں کو دائمی جاگیر میں بخش دئے اس راجہ کے عہد حکومت میں سخت قحط پڑا رانی اور راجہ نے اس سخت موقع پر غریب پبلک کی حد سے زیادہ خدمت کی سلطنت کے قبضہ میں جس قدر غلہ کے ذخیرے تھے وہ سب رعایا میں وقتاً فوقتاً تقسیم کئے گئے اور تمام خزانے اور دفینے خالی کر دئے لیکن جب تمام غلہ ختم ہو گیا تو سخت مجبوری پیش آئی لوگ بکثرت مرنے لگے اور ہر طرف مُردے ہی مُردے نظر آنے لگے گذرگاہوں اور گلی کوچوں میں لاشیں ہی لاشیں دکھائی دینے لگیں۔ راجہ اور رانی نے نہایت سرگرمی اور گرم جوشی سے کام کیا ہر مقام پر خود پہنچتے اور گشت لگاتے تھے۔ ایک دن راجہ اپنی تباہی پر سخت رنجیدہ ہوا اور اس نے اپنے دل کی مالک رانی سے آبدیدہ ہو کر کہا "سلطنت اور حکومت آسائش اور تن پروری کے لئے ہرگز نہیں ہوتی۔ مگر اب انتہا ہو چکی۔ میری شامت اعمال اور بدبختی نے یہ روز بد دکھایا ہے۔ رعایا تباہ اور ملک ویران ہے۔ میں جن لوگوں کی وجہ سے راجہ کہلاتا تھا جب وہی نہیں رہے تو اب میں جی کر کیا کرونگا۔ اس شرمناک زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں"۔ عالی ہمت رانی نے راجہ کو نہایت دل نشین پیرایہ میں سمجھایا کہ "خودکشی جیسے مذموم جرم سے تو بہتر یہ ہے۔ کہ خدا سے گڑگڑا کر دعا کریں وہ مجیب الدعوات ہے۔ ضرور دعا قبول ہوگی۔ صبر کرو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ رانی کی اس موثر گفتگو سے راجہ کی مایوسی اُمید سے بدل گئی اور راجہ میں رانی کی بات

ٹالنے کی قوت بھی نہ تھی۔ چنانچہ رات بھر دونوں میاں بیوی نے خدا سے رو رو کر دُعا کی جو قبول ہوئی اور صبح ہوتے ہی ہزارہا کبوتروں کے جھنڈ نہ معلوم کہاں سے اس ملک میں آنے لگے۔ جس سے غریب پبلک کا پیٹ بھرنے لگا۔ اور آخر کار کچھ دن میں نئی فصل تیار ہو گئی۔ ۴۷ برس کی حکمرانی کے بعد راجہ فوت ہوا۔ بہادر رانی اپنے رفیق زندگی کے ساتھ ہی ستی ہو گئی۔

رانی نارمہ

یہ رانی راجگان کشمیر کے سولھویں خاندان (راجگان مالوہ یا رشتم) کے دسویں حکمران راجہ رنادت کی بیوی اور راجہ رت سین والئی جو تی (دکن) کی لڑکی تھی۔ یہ راجہ تخت کشمیر پر ۴۳۱ء سے ۴۹۵ء تک حکمران رہا۔ رانی نارمہ میں تمام انسانی اور نسوانی اعلیٰ اوصاف نمایاں طور پر موجود تھے۔ یہ شوہر کی محبت پرستش کے درجہ تک کرتی تھی۔ جس طرح راجہ نیک دل، منصف مزاج، عالی حوصلہ، فیاض اور بہادر تھا۔ اسی طرح رانی بھی خوبصورت، صابر، عقلمند اور شائستہ تھی۔ رانی کو رفاہِ عام کے کاموں سے بڑی دلچسپی تھی۔ اس کے شوہر راجہ نے اس کے ایما اور اشارہ سے ملک میں جابجا بہت سے شفا خانے بنوائے۔ اور کشمیر میں اسی رانی کے عہد میں شفاخانہ کی ابتدا ہوئی۔ کوہ ماران پر بھی ایک رفیع الشان مندر اور شفاخانہ تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ بے شمار مسافرخانے بنوائے اور رعایا کی آسایش کے تمام سامان بہم پہنچائے۔

یہ راجہ نوشیرواں شاہ ایران کا ہمعصر تھا۔ ایرانی فوج نے اسی کے عہد میں بہت بڑی تیاری کے بعد ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک دستہ فوج

نے خاص کشمیر پر بھی دھاوا بولا۔ لیکن بہادر راجہ اور رانی کی مستعدی اور کوششوں سے زیادہ کامیابی نہ ہو سکی ؞

جب ساٹھ برس تک حکمراں رہنے کے بعد راجہ رنا دت تارک الدنیا ہو گیا اور بقیہ عمر اس نے ایک غار میں گذارنے کا ارادہ کیا۔ تو رانی بھی اپنے عزیز شوہر کے ساتھ غار بومہ زوہ میں چلی گئی۔ تمام رعایا برابا اور امرا و وزرا تین دن رات تک غار کے دروازہ پر منتظر رہے۔ جب چوتھے روز شدت کی برف باری ہونے لگی تو مایوس ہو کر واپس آ گئے ؞

اننگ لیکھا

یہ نہایت خوبصورت اور عقلمند شاہزادی راجہ بالادت (جیانند) کی چہیتی بیٹی تھی۔ بالادت خاندان راجگان مالوہ (بار ششم) کا آخری راجہ تھا۔ یہ ۵۸۲ء میں تخت کشمیر پر بیٹھا۔ راجہ نے اپنی پیاری بیٹی کی پرورش۔ تربیت اور تعلیم کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا تھا۔ اننگ لیکھا جب ذرا ہوشیار ہوئی۔ تو بالادت نے ایک دن درباری منجموں سے بیٹی کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے زائچہ کھینچکر بتایا۔ کہ "یہ لڑکی اس خاندان کی حکومت کے اختتام کا باعث ہو گی کیونکہ آپ کے بعد آپ کے خاندان کی حکومت اس کے شوہر کے پاس منتقل ہو جائیگی"۔ بالادت جس قدر دانشمند شجاع اور سخی تھا۔ اتنا ہی زود اعتقاد وہم پرست اور کمزور خیال تھا ان الفاظ کو حکم آسمانی سمجھ کر اس پر سخت وحشت اور گھبراہٹ طاری ہوئی۔ اور اس کی آنکھوں میں موت کا نقشہ پھر گیا۔ بہت دن تک وہ اسی فکر میں ڈوبا رہا اور پھر اس نے فیصلہ کیا۔ کہ لڑکی کو کسی ایسے شخص کے حوالے کرنا چاہیے جو حکومت و

سلطنت کا اہل ہی نہ ہو۔ آخر بہزار تلاش درلبھ وردن نامی ایک شخص کو تجویز کیا جو ایک معمولی افسر تھا۔ اننگ لیکھا کو جب خبر ہوئی تو وہ دل ہی دل میں بہت جلی کڑھی اور خفا ہوئی۔ لیکن باپ کے سامنے کیا کر سکتی تھی۔ شرم و حیا نے لب کشائی کی اجازت نہ دی۔ دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کو مجہول کی طرح پایا۔ اننگ لیکھا بہت دن تک شوہر سے مانوس نہ ہوئی۔ اسے ہر وقت اپنی قسمت کے پھوٹ جانے کا غم اور اپنی ذلت کا احساس رہتا تھا وہ روز بروز شمع کی طرح پگھلتی جاتی تھی۔ شوہر سے نامانوس رہنے نے عام لوگوں میں طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا کر دیں۔ اور کسی خبیث طینت بدخواہ نے وزیر کنک سے بات چیت کرنے کا الزام لگایا جس سے اننگ لیکھا کے رنج و ملال میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ درلبھ وردن نہایت عقلمند اور خوش اخلاق نوجوان تھا۔ اس نے بیوی کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور بالآخر وہ کامیاب ہوا۔ تعلقات شگفتہ ہو گئے اور اتنے میں ۶۱۷ء کو راجہ بالادت فوت ہو گیا اور درلبھ وردن تخت پر بیٹھا۔ اور دونوں میاں بیوی کی متفقہ کوشش سے خاندان کرکٹ بنسی کی بنا پڑی جو ۲۵۵ سال تک حکمراں رہا۔

نرندر پربھا

یہ کورٹ بنسی خاندان کے دوسرے راجہ پرتاپ پیڈ کی عصمت مآب بیوی اور ملک مالوہ کے نون نامی ایک ملک التجار کی بیٹی تھی۔ راجہ نے تخت پر بیٹھتے ہی عدل و انصاف اور رعایا پروری میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ اور تلک ہنومان نامی ایک نہایت عقیل و فہیم اور مدبر کو عہدۂ وزارت تفویض کیا۔ ہر شعبے اور صیغے

میں نمایاں اصلاحات کیں۔ اور تمام کاموں سے فارغ ہوکر عیش وعشرت سے سکون آمیز زندگی بسر کرنے لگا۔ اس نے حدود کامراج میں اپنے نام پر ایک شہر نزناب پور نامی آباد کرکے دارالسلطنت بنایا تھا جسے اب تاپر کہتے ہیں۔ اپنے قصر نگارین کے متصل ایک رفیع الشان مندر بنوایا۔ اور اطراف واکناف کے بڑے بڑے تاجروں کو بُلواکر تجارت وحرفت کے رواج کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی سلسلہ میں لون نامی تاجر بھی یہاں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کی خوبصورت بیٹی نرندر پربھا بھی تھی۔ راجہ کی اجازت سے لون نے شاہی محلوں کے قریب اپنے رہنے کے لئے ایک عالیشان مکان اور مندر تعمیر کرایا۔ نرندر پربھا بلا کی حسین۔ خوبصورت اور خوش اخلاق تھی۔ اس لئے راجہ اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور اس کی محبت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ جس کے ساتھ ہی لون کی قدرومنزلت میں روزافزوں ترقی ہورہی تھی۔ کچھ دن بعد راجہ نے لون کی دعوت کا انتظام کیا۔ جہاں ہر ممکن آسائش اور راحت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ باپ بیٹی شریک دعوت ہوئے۔ اس کے بعد لون نے راجہ کی دعوت کی۔ اس نے بھی بڑی دھوم دھام کی اور انتہائی اہتمام وانتظام کیا۔ راجہ بڑے تزک واحتشام سے شریک دعوت ہوا۔ لون اور اس کی بیٹی نے بیش قرار نذریں اور بیش قیمت تحائف راجہ کو پیش کئے۔ جنہیں راجہ نے دست قبول رکھ کر واپس کردیا۔ دونوں دعوتوں کے موقعوں پر نرندر پربھا کا راجہ سے تقرب راجہ کی محبت کے لئے روغن بر آتش ثابت ہوا۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چین رہنے لگا۔ نرندر پربھا بھی غائبانہ اُنس ومحبت کرتی تھی۔ اور اُس نے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا تھا کہ "اگر میری شادی کہیں ہوگی تو اسی راجہ کے ساتھ" چند روز اور اسی کشمکش میں گذر گئے۔ آخر لون نے بڑی دھوم سے اپنی بیٹی کی شادی راجہ کے ساتھ کردی۔ راجہ نے نرندر پربھا کا ہمسر بن کے اپنے آپ کو دنیا کے خوش نصیبوں میں شمار کیا۔ اور

بقیہ عمر دونوں نے بفراغت وعیش وداد عدل وانصاف دیتے ہوئے بسر کی ۔

رانی کملا دیوی ورانی کلیان دیبی

یہ دونوں خوبصورت اور عقلمند عورتیں راجہ جیا پیڈ کی رانیاں تھیں یہ کورٹ بنسی خاندان کا دسواں فرمانروا تھا۔ یہ ۷۶۴ء میں تخت پر بیٹھا۔ یہ راجہ نہایت جنگجو اور فاتح گذرا ہے۔ اس نے کشمیر سے نکل کر اپنی خداداد فوجی قابلیت سے قریب قریب تمام ہندوستان پر اپنا اقتدار کر لیا تھا۔ اور ہندوستان کے باہر بھی عظیم الشان فتوحات حاصل کی تھیں ۔

مختلف ممالک کی تسخیر کے بعد راجہ جیا پیڈ نے راجہ انت والئی گوردیس پر نہایت زوردار حملہ کیا۔ اس کا بہت سا ملک جس میں شہر قنوج بھی تھا فتح کر لیا۔ ایک دن جبکہ اس کی فوج قنوج کے مقام پر پڑی ہوئی تھی راجہ جیا پیڈ بھیس بدل کر سلطنت گوردیس کے پایہ تخت پوندروردن میں داخل ہوا۔ اس کا یہاں آنا فوجی مصالح اور تفریح کی بناء پر تھا۔ جب یہ مندر کومار جی کے قریب سے گذر رہا تھا۔ تو دلکش نغمہ وسرود کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے دل کو بہت بہلانا چاہا۔ مگر ایک نہ چلی۔ مجبوراً اسے بھی مندر میں جانا پڑا۔ وہاں ایک نہایت مہ جبین رقاصہ مغنیہ رقص وسرود میں مصروف تھی۔ جیا پیڈ اور کملا ایک دوسرے کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ راجہ بہت دیر تک وہاں بیٹھا ہوا اس کے کمالات موسیقی کا مطالعہ کرتا رہا۔ جب محفل برخاست ہوئی۔ تو جیا پیڈ کملا کے ساتھ اس کے مکان پر پہنچا۔ اور ایک خلوت کدہ میں مقیم ہوا۔ یہاں کملا نے اشارۃً کنایۃً اپنا جوش محبت ظاہر کیا۔ جس کے جواب میں راجہ نے ایک اشلوک سنایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ "جو بہادر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو چکے ہوں عورتیں

کی طرف راغب نہیں ہوتے جس طرح سورج بغیر اپنا دورہ ختم کئے شبستان شام میں نہیں جاتا۔ جیا پیڈ کے اس دوٹوک صاف جواب سے کملا بہت مایوس وافسردہ ہوئی۔ اور اس نے بمنّت عرض کی۔ کہ اچھا کچھ روز آپ میرے غریب خانہ پر ہی قیام فرمائیں تو بہتر ہے جسے راجہ نے منظور کیا ؏

جیا پیڈ ایک رات بے خبر سو رہا تھا۔ کہ دو بجے کے قریب ایک غیر معمولی شور و غل سے چونک پڑا۔ ہر طرف سے ؏ "شیر آیا شیر آیا دوڑنا" کی آواز آ رہی تھی۔ شیر کا نام سن کر بہادر جیا پیڈ کی رگوں میں خونِ حمیت جوش مارنے لگا۔ وہ فوراً تلوار سونت کر گھر سے نکلا اور دوڑ کر مجمع میں پہنچ گیا۔ اور شیر پر اس پھرتی سے حملہ کیا کہ ایک ہی وار میں اس کا سر دھڑ سے کٹ کر الگ جا پڑا۔ باشندگانِ شہر کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور تمام شہر میں یہ خبر عام ہو گئی۔ جیا پیڈ شیر کو مار کر کملا کے مکان پر آ کر سو رہا۔ صبح کو مردہ شیر کے پاس سے ایک انگوٹھی دستیاب ہوئی جس پر "جیا پیڈ" کندہ تھا۔ یہ انگوٹھی فوراً راجہ جے انت کے سامنے پیش کی گئی راجہ بہت خوش ہوا۔ اور وزراء سے کہا۔ کہ "خدا نے میری آرزو بر آنے کا سامان کر دیا۔ مدت سے میری تمنا تھی کہ اپنی لڑکی کلیان دیوی کی شادی راجہ جیا پیڈ سے کرونگا حسنِ اتفاق سے راجہ اسی شہر میں مقیم ہے"۔ اس نے جیا پیڈ کی تلاش کا فوراً حکم دیا۔ عمال نے شہر کا کونہ کونہ چھان مارا۔ آخر کملا کے مکان میں جیا پیڈ ملا۔ اور بہزار اعزاز و احترام راجہ جے انت کے پاس پہنچایا گیا۔ راجہ جیا پیڈ سے مل کر بہت مسرور ہوا اور اپنی بیٹی سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ شادی کر دی۔ اس کے بعد جیا پیڈ نے کملا سے بھی شادی کر لی اور اپنے خسر کے ہاں ہی رہنے لگا۔ کچھ دن کے بعد مع بیویوں کے قنوج میں اپنی فوج کے پاس آیا جو اس کے یکایک غائب ہونے سے سخت متفکر تھی۔ فوج کی کمانڈ ہاتھ میں لے کر جیا پیڈ نے پھر سلسلہ فتوحات شروع کیا۔ وہ عقلمند اور مدبر مشیروں سے امورات ملکی و فوجی میں

اسے قرار واقعی امداد ملی - اور اُس نے پہلے سے زیادہ کامیابی حاصل کی ؛

رانی جیادیوی

یہ رانی للتا پیڈ کی بیوی تھی - للتا پیڈ اپنے باپ جیا پیڈ کی وفات پر ۷۹۶ء میں تخت نشین ہوا - للتا پیڈ نہایت عیاش اور بدخصلت راجہ تھا - اُسے سلطنت کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی - جیا دیوی ایک مے فروش کی لڑکی تھی - جو بے انتہا حسین وجمیل اور خوش سلیقہ تھی - للتا پیڈ اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گیا - اور کچھ دن تک فراق کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد جیا دیوی سے شادی کر لی - جیا دیوی نے حرم سرا میں داخل ہوتے ہی اپنی خداداد ذکاوت و ذہانت سے راجہ کے دل و دماغ اور روح پر قبضہ کر لیا - جس سے بالواسطہ کشمیر کی حکومت اس کے ہاتھ آ گئی - راجہ ایک جسد بے رُوح رہ گیا - اس نے راجہ کی تمام قوتیں سلب کر لیں اور تمام امورات حکومت رانی کے اشارہ اور مشورہ سے طے پانے لگے ؛

راجہ کے ہمیشہ محو عیش و عشرت رہنے سے نظام حکومت درہم و برہم ہو رہا تھا - رعایا چیخ اُٹھی تھی - ہر شخص راجہ کو ناقابل فرمانروا سمجھنے لگا تھا - عقلمند رانی نے اپنے شوہر کی اس بدنامی سے متاثر ہو کر شوہر کو سمجھایا - کہ " تمہارے محو عیش و عشرت رہنے سے طبقات رعایا میں بدگمانیاں پھیل رہی ہیں - بدامنی کا طوفان امنڈ رہا ہے - سرکشی اور بغاوت کے آثار نمودار ہیں - فوراً اپنی اس حالت کو تبدیل کرو " راجہ رانی کی گفتگو سے خوفزدہ ہوا - اور اس نے بہزار اضطراب پوچھا " اچھا اب کیا کیا جائے " ؟ نیک دل رانی نے کہا " تمہاری بداعمالیوں کا کفارہ اسی صورت سے ہو سکتا ہے - کہ تم خوب دل کھول کر خیرات کرو - غریبوں کی تکلیفوں کو دور کرو -

برہمنوں کو جاگیریں دو اور پبلک بہبودی کے لئے رفاہ عام کے کام کرو۔ چنانچہ رانی کے مشورہ سے مقامات سونہ پارہ۔ بھلہ پورہ اور دیونتس آباد کئے گئے۔ اور برہمنوں کو بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور غریبوں کی روپے سے امداد کی گئی۔ راجہ الملتاپیڈ رانی کے توجہ دلانے پر اپنے اعمال گذشتہ سے اسقدر متاثر ہوا۔ کہ مارے فکر کے گھلنے لگا۔ اور آخر ۸۰۹ء میں راہی عدم ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی سنگراپیڈ تخت پر بیٹھا۔ لیکن رانی کے دخیل سلطنت رہنے اور اس کی زبردست قوت کیوجہ سے وہ ہمیشہ بددل رہتا تھا۔ آخر سات سال کی برائے نام حکمرانی کے بعد ۸۱۶ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد راجہ جیت جیاپیڈ رانی جیادیوی کا کمسن لڑکا رانی کی کوششوں سے تخت نشین ہوا۔ رانی نے اپنے بھائیوں پدم۔ آوت پل۔ کلیان مم اور دم بھانجے کو بڑے بڑے ملکی اور فوجی عہدوں پر مقرر کر رکھا تھا۔ اور یہی لوگ اس حکومت کے دست و بازو تھے۔ لیکن اختیار و اقتدار کے نشہ میں چور ہو کر انہوں نے بڑے بڑے مظالم شروع کئے۔ جس سے رعایا تباہ ہونے لگی۔ اور مذکورہ سردار کچھ اس قدر زور پکڑ گئے کہ ان کا علیحدہ یا معطل کرنا یا راہ راست پر لانا رانی کے اختیار سے بھی باہر ہوگیا۔ اس بنا پر ملک میں ایک عام ایجی ٹیشن برپا ہوگیا۔ راجہ کو تخت سے اُتار دیا گیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد رانی کا انتقال ہوگیا۔ جیادیوی نے مندر جے ایشور کی بنیاد ڈالی تھی۔

سوگندا رانی

یہ راجگان کشمیر کے اٹھارہویں خاندان (راجگان خمار) کے تیسرے راجہ گوپال درما کی بیوی تھی۔ یہ راجہ ۹۱۹ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ یہ ایسے نازک اور سخت زمانے میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا جبکہ کشمیر کے اس سرے سے اُس سرے

تک اُس کے مقتول باپ کے ظلم و زیادتی بد انتظامی اور بے رحمی سے ایک عام ہیجان و طغیان اور بغاوت کا طوفان بپا تھا۔ امن و اطمینان اور آزادی مفقود تھی۔ رعایا جور و ستم سے چیخ اُٹھی تھی۔ "اگر پدر نتواند پسر تمام کند" کے مصداق گوپال ورما نے اپنی رحم دل نیک نفس اور مدبرہ بیوی سوگندا رانی کے مشوروں سے رعایا پر رحم و کرم کرنا شروع کیا۔ اور عدل و انصاف اور غریب پروری کو اپنا مطمح نظر بنایا۔ اور تالیف قلوب اور دلجوئی کی پالیسی اختیار کر کے بہت تھوڑے عرصہ میں اطمینان کی صورت پیدا کر دی۔ لیکن ہنوز پورے طور پر امن قائم نہیں ہوا تھا کہ پرباکر دیو وزیر نے پانڈیپور نامی شہر آباد کیا۔ اور شاہی خزانوں کو غصب کر کے وہاں لے گیا۔ یہ بڑا ظالم اور سفاک تھا۔ شاہ راج نامی اس کے ایک عزیز کی تحویل میں یہ سب خزانے تھے۔ چنانچہ شاہ راج نے بلا شرکت غیرے قبضہ حاصل کرنے کے لئے ایک موقعہ پر پرباکر دیو کو دریا میں ڈبو دیا۔ اسی طرح اور اراکین سلطنت بھی برابر سازش کرتے رہے۔ راجہ اور رانی دونوں نے مل کر بہت کوشش کی۔ لیکن ان سازشوں۔ بد امنیوں اور غارت گریوں کا سدباب اور استیصال نہ ہو سکا۔ راجہ ہر وقت بددل اور افسردہ رہتا تھا۔ لیکن رانی اسے دم دلاسے دے کر اس کے ملال کو گھٹاتی رہتی تھی۔ آخر راجہ پر اپنی سلطنت کی تباہی کا اس قدر تیز اثر ہوا۔ کہ وہ پچیس مہینہ تک حکومت کرنے کے بعد راہی عدم ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی سنگت ورما تخت پر بیٹھا۔ لیکن وہ بھی دس دن کے بعد مر گیا۔ اب مدبر رانی کے لئے میدان خالی تھا۔ چنانچہ سوگندا رانی تخت نشین ہوئی اور بیدار مغزی کے ساتھ حکومت کرنے لگی۔ اور شبانہ روز کوششیں کرنیکے بعد اس نے پورے طور پر امن قائم کر دیا۔ اس کے بعد وہ رفاہ عام کے کاموں میں مصروف ہوئی۔ ملک میں کنوئیں بنوائے۔ سرائیں تعمیر کرائیں اور سڑکیں بنوائیں۔ اپنے نام پر قصبہ

سوگندا پورآباد کیا۔ اور مقامات گوپال پور اور گوپال بٹ بنا کرائے۔ سوگندرانی کی حکومت نے اگرچہ بغاوت کا استیصال اور بغاوت کا انسداد کر دیا تھا۔ لیکن باطناً مادہ موجود تھا۔ جو ۹۲۳ء میں ایک نہایت خوفناک شکل میں ظاہر ہوا۔ ایک عام بغاوت ہو گئی۔ رانی کو قید کر لیا گیا۔ جہاں وہ کچھ روز بعد مر گئی۔

بپٹ دیوی

سوگندارانی کی قید و موت کے بعد باغیوں نے شاہی خاندان کے ایک ممبر نرزتہ ورما (پنگو) کے دہ سالہ لڑکے پارتھ ورما کو تخت نشین کر دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ نابالغ بچہ برائے نام فرمانروا تھا۔ ارکین سلطنت اور امراء وزراء جو باغیوں کے لیڈر بھی تھے آزادی سے حکومت کرتے تھے۔ اس زمانہ میں کشمیر بڑے ہولناک مظالم کا شکار ہو رہا تھا۔ اور بدقسمتی سے اسی موقعہ پر ایک زبردست قحط بھی پڑا جس سے اس ملک کی مصیبتوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ سالہا سال تک درحقیقت اس ملک میں کوئی حکومت ہی نہ تھی۔ ایک عظیم الشان طوائف الملوکی کا دور تھا ہر افسر خود مختار تھا۔ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ سلطنت کے تمام خزانے خالی پڑے تھے۔ تمام شہر اور قصبات ویران ہو گئے تھے۔ اور ان تمام بربادیوں میں سب سے زیادہ حصہ راجہ پارتھ ورما کے باپ پنگو نے لیا تھا۔ چند سال اسی طرح گذر گئے۔ جب راجہ سن شعور کو پہنچا۔ تو اُسے باپ کی ناشائستہ حرکتوں پر سخت تعجب و ملال ہوا۔ اور اس نے فیصلہ کیا۔ کہ حکومت کی طاقت سے والد بزرگوار کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دینا چاہیئے۔ اس کی ماں بپٹ دیوی اپنے شوہر پنگو کی مشیر کار تھی۔ وہ شوہر کے پردہ میں بیٹے کو تختِ حکومت سے علیحدہ کر کے

خود سلطنت کرنے کی آرزومند تھی۔ آخر مختصر سی طاقت آزمائیوں کے بعد ماں باپ اپنے فاسد مقاصد میں کامیاب ہو گئے بیچارہ پاتھ ورما تخت سے معزول کر کے قید کر دیا گیا۔ پنگو تخت نشین ہوا جو ایک شاہ شطرنج اور مرغ زرّین تھا۔ اس کی آڑ سے اس کی بیوی بپٹ ویوی حکومت کرنے لگی۔ اگرچہ میاں بیوی نے بطور تلافی مافات بہت سے رفاہ عام کے کام کئے۔ کسی قدر بد امنی کو دور کیا اور رعایا پروری اور عدل و انصاف کی بھی داد دی۔ لیکن زبردستی بلا استحقاق بیٹے سے تخت چھین کر خود بیٹھ جانے کی زیادتی قدرت کو ناگوار ہوئی۔ اور تھوڑی ہی مدت میں دونوں ملک عدم کو سدھار گئے۔

ہنسی

یہ خوبصورت عورت راجہ چکر ورما ثانی کی پیاری بیوی تھی۔ یہ راجہ ۹۵۲ء میں تخت نشین ہوا۔ چکرورما اپنے پیش رؤں کی طرح نہایت ظالم۔ سفاک بدمعاش اور عیاش تھا۔ ہنسی ایک مغنی کی لڑکی تھی جو کمالات موسیقی کی ماہر تھی۔ راجہ اس سے محبت کرنے لگا۔ اور اسے باعزاز و احترام اپنے حرم سرا میں داخل کر لیا۔ ہنسی عقلمند اور نفسیات سے واقف عورت تھی۔ اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں ملک میں بہت ہر دلعزیزی حاصل کر لی اور راجہ کو بھی بالکل اپنا مطیع کر لیا۔ راجہ اسی کے اشاروں پر تمام کام کرنے لگا۔ بہت دن تک میاں بیوی نے بعیش و عشرت حکومت کی۔ لیکن ہنسی کا عروج حاسدوں کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا تھا۔ اس لئے چند شریر النفس لوگوں نے ایک رات شبستان شاہی میں پہنچ کر تلوار سے راجہ اور رانی دونوں کا خاتمہ کر دیا۔

وِیدا رانی

یہ رانی راجگانِ کشمیر کے بیسویں خاندان پردہ گپت کے پہلے راجہ کھیمہ گپت کی بیوی اور بھیمہ راجہ لوہر کوٹ کی بیٹی تھی۔ یہ راجہ ۹۶۸ء میں تخت نشین ہوا۔ کھیمہ گپت نااہل عیش پرست عیاش مے آرام طلب اور شراب نوش تھا۔ اس کے تخت نشین ہوتے ہی ملک میں ابتری پھیلنے لگی۔ اس کے اسراف اور فضول خرچی سے تمام خزانے خالی ہو گئے۔ راجہ اپنی بیوی ویدرانی پر ہزار جان سے عاشق تھا۔ اور امور سلطنت میں ویدا رانی کے مشورہ سے ہی کام کرتا تھا۔ عقلمند رانی نے جب دیکھا۔ کہ راجہ کا موجودہ طرز عمل تباہی سلطنت کا پیش خیمہ اور ملک وقوم کی بربادی کا باعث ہے۔ تو اُس نے تمام بُرائیوں سے بچانے کے لئے راجہ کو شکار کی جانب متوجہ کر دیا۔ اب دن رات راجہ شکار ہی میں مصروف رہتا تھا۔ اور عملی طور پر سلطنت کی باگ رانی کے ہاتھ آ گئی تھی۔ بڑے بڑے مدبّر اور سیاست دان ارکین نے رانی کے آگے سر نیاز جھکانے کو عزت سمجھتے تھے۔ رانی نے عدل وانصاف کی خوب داد دی۔ رعایا اس سے بے حد خوش تھی۔ اس نے پبلک کی صلاح وفلاح کے بہت کام کئے۔

شوہر کے انتقال کے بعد رانی نے اپنے بیٹے "ابھی منیو" کو تخت نشین کیا۔ ابھی منیو چونکہ نابالغ تھا اس لئے عنانِ حکومت رانی کے قبضہ میں تھی۔ تاہم جہاں تمام افسرانِ حکومت رانی کی حکومت سے خوش تھے وہاں ایک پارٹی اس کے مخالف بھی تھی جو بظاہر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن اس کی مخالفت اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی۔ چنانچہ وزیر سلطنت پھلگن نے کھلم کھلا علم بغاوت بلند کیا۔ بہادر رانی بھی فوج جمع کر کے مردانہ وار مقابلہ کو نکلی۔ دونوں لشکروں میں بمقام بارہ مولہ لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ رانی شکست

کھا جائے۔ اس وقت ماہر نفسیات رانی نے بھلگن کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ " واہ تم نے خوب حق نمک ادا کیا۔ اگر میرا خاوند نہ مرتا تو تم اس طرح میری بے عزتی کرنے پر آمادہ نہ ہوتے " شریف اور عالی ہمت بھلگن پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ اور وہ اپنی فوج کو منتشر کر کے کوہستان پونچھ میں چلا گیا۔ رانی مظفر و منصور دارالحکومت میں آ گئی ٭

چند دنوں کے بعد علاقہ مراج میں مہمن شور نے اعلان بغاوت کر دیا۔ یہ بغاوت پہلے سے بھی زیادہ زور دار تھی۔ کیونکہ بڑے بڑے امراء اور سر برآوردہ اصحاب اس بغاوت میں خفیہ و علانیہ شریک تھے۔ رانی کسی قدر گھبرائی۔ لیکن دل مضبوط کر کے اپنے وزیر نرواہن کو فوج دے کر بھیجا۔ نرواہن نے پانپور کے مقام پر ایک سخت لڑائی کے بعد باغیوں کو کامل شکست دی۔ اور مہمن شور بحالت فرار انتقال کر گیا۔ ابھی اس بغاوت کو فرو ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے۔ کہ راجہ تھنگن نے بے شمار فوج لے کر کشمیر پر ایک زوردار حملہ کیا۔ رانی نے بھی بہت سی فوج جمع کی۔ اور فوج کی اعلیٰ کمانڈ اپنے ہاتھ میں لے کر دشمن کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے بجلی کی رفتار سے آگے بڑھی اور تھنگن کی فوج سے گھمسان کی جنگ کر کے اسے شکست اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ ویدا رانی کے عظیم الشان جنرل یشوور نے اس لڑائی میں بڑے کارنمایاں کئے۔ تھنگن کا بے شمار مال غنیمت رانی کے ہاتھ لگا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد یشوور بھی رانی سے منحرف ہو گیا۔ اور اس نے بغاوت کر کے بہت سے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ رانی نے اپنے وزیر نرواہن کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جس نے شورہ مٹ کے مقام پر یشوور سے فیصلہ کن جنگ کر کے اسے بھگا دیا۔ اور ملک میں امن و امان قائم کیا۔ نرواہن کی خودکشی پر رانی نے عہدہ وزارت سپرد کرنے کے لئے بھلگن کو پونچھ سے بلایا۔ وہ آیا۔ لیکن اس کی فوج نے کشمیر میں بڑی غارت گری اور لوٹ مار مچائی۔ جس سے رانی بیزار ہو گئی۔ بھلگن کی فوج نے شہر سری نگر کو نذر آتش کر دیا۔ لیکن بعد میں ویدا رانی اور اس کے بیٹے "ابھی منیو" کی

کوشش سے دوبارہ آباد کیا گیا۔ سنہ ۹۹۰ء میں ابھی منیو کی وفات پر ویدا رانی نے اپنے پوتے نندی گپت کو راجہ بنایا۔ اور بوئی وزیر کو اس کا ناظم مقرر کیا۔ اصل حکمران ویدا رانی ہی رہی۔ تمام مہمات سلطنت رانی ہی کے قبضہ میں تھے۔ راجہ اور ناظم برائے نام تھے۔

آخر نندی گپت نے اس بے دست و پائی کی ذلت سے تنگ آ کر جان دیدی۔

سنہ ۹۹۱ء میں ویدا رانی نے دوسرے پوتے تربھون گپت کو راجہ بنایا۔ لیکن دو سال کے بعد یہ بھی مر گیا۔ سنہ ۹۹۳ء میں تربھون کے کمسن لڑکے بھیمہ گپت کو ویدا رانی نے تخت نشین کیا۔ بوئی وزیر نے مخالفت کی جس پر بوئی رانی کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ پانچ سال کے بعد جب یہ راجہ بھی راہی عدم ہوا۔ تو میدان بالکل صاف تھا۔ چنانچہ سنہ ۹۹۵ء میں ویدا رانی خود تخت پر بیٹھی۔ اس نے تونگ نامی ایک گوجر سے شادی کر لی تھی۔ اس زمانہ میں پرتھی راج حاکم راجوری نے بغاوت کی۔ ویدا رانی نے اپنے شوہر راجہ تونگ کو فوج دے کر اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا جس نے بڑی مردانگی سے بغاوت فرو کر دی۔ اسی اثنا میں رانی کو ایک اور سازش کی خبر ملی۔ جو بہت بڑے پیمانہ پر تھی۔ لیکن رانی بھی بلا کی سخت جان اور مستقل مزاج تھی۔ اس نے ہمت نہ ہاری۔ باغیوں میں اعیانِ حکومت اور اراکین دولت تک شامل تھے۔ رانی نے "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل کر کے ایک ایک کو چن چن کر قید و قتل اور جلا وطن کیا۔

ویدا رانی نے باسٹھ مندر بنوائے۔ شوہر کی یادگار میں کنگن پور جسے کنگن کہتے ہیں اور بیٹے کے نام پر ابھی منیو پور جو اب بمن مشہور ہے آباد کئے۔ باپ کے نام پر بھیمہ مٹ بسایا۔ اور ویدہ مر بھی ایک مقام آباد کیا۔

اسی کے عہد میں سلطان محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۱۵ء میں کشمیر پر حملہ کیا۔ محمود کے حملہ کو جس نے ہندوستان کے بڑے بڑے راجاؤں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی طاقتوں سمیت پیس ڈالا تھا۔ روکنا ایک عورت ذات کی طاقت سے باہر تھا۔ لیکن ویدا رانی

نے ہمت مردانہ سے کام لیا۔ بہت سا لشکر لے کر مدافعت و مزاحمت کے لئے بڑھی۔ معمولی سی لڑائی بھی ہوئی۔ لیکن قدرت نے برفباری کی شدت کے پردہ میں عورت ذات کی لاج رکھ لی۔ ہر چند محمود اور اس کی فوج بھی برفانی ملک کے رہنے والے تھے لیکن خدا کی شان ہے۔ کہ غزنوی فوج کشمیر کی برفباری کی تاب نہ لا سکی اور محمود کو ناکام واپس جانا پڑا۔ ۱۰۰۳ء میں یہ بہادر و شجاع رانی آخر عالم فانی سے عالم بقا کو چلی گئی۔

رانی شری لیکھا

یہ رانی ویدا رانی کے بھتیجے سنگرام راج کی بیوی تھی۔ جو ۱۰۰۳ء میں تخت نشین ہوا۔ شری لیکھا شوہر کے مزاج میں بڑی دخیل تھی۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ملک میں ایک زبردست بغاوت نے سر اٹھایا۔ مگر راجہ اور رانی کی متفقہ کوششوں سے جلد بغاوت فرو ہو گئی۔ اور باغیوں کا استیصال ہو گیا۔ ابھی اس بغاوت سے فراغت ملی ہی تھی۔ کہ راجہ جے پال والی لاہور سلطان محمود سے شکست کھا کر کشمیر میں آکر پناہ گزین ہو گیا۔ اس کی استدعا پر سنگرام نے اپنے بہادر تونگا کو بے شمار لشکر دے کر سلطان محمود سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ محمود مظفر و منصور نواح لاہور میں پڑا ہوا تھا۔ کہ جے پال اور تونگ کے متحدہ لشکروں نے اس پر زور دار حملہ کر دیا۔ بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن تونگ و جے پال دونوں کو شکست ہوئی اور بہزار خرابی تونگ نے بھاگ کر کشمیر میں قدم رکھا۔ دو چار سال اس زبردست شکست کے اثرات دور کرنے میں گذر گئے۔ محمود کو ایک تو کشمیر سے ۱۰۱۵ء میں ناکام واپس آنے کا خیال بلکہ ملال تھا۔ اس پر راجہ سنگرام نے راجہ

جے پال والئی لاہور کو جب مدد دی۔ تو اس کے پرانے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۳ء میں اس نے خاص کشمیر پر حملہ کر دیا۔ اب کے سنگرام خود لشکر جمع کر کے محمود کی مزاحمت کے لئے سرحد کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھ اس کی عقلمند بیوی شری لیکھا بھی تھی۔ سنگرام نے سلطان محمود کی یلغار کو روک دیا۔ اور وہ برفباری کی کثرت اور دوسری وجوہ سے پہلے کی طرح واپس ہو گیا۔ راجہ اور رانی خوش خوش سری نگر واپس آئے۔ شری لیکھا اس قدر فیاض رحمدل۔ نیک اور عقلمند تھی کہ کشمیر کا بچہ بچہ اس کا کلمہ پڑھنے لگا۔ راجہ کا سنہ ۱۰۴۱ء میں انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بعد رانی بھی انتقال کر گئی ٭

رانی شرمیتی

یہ رانی راجہ جالندھر کی چھوٹی بیٹی اور راجہ اننت دیو کی بیوی تھی۔ جو سنہ ۱۰۴۱ء میں تخت نشین ہؤا۔ شرمیتی جس طرح حسنِ ظاہری میں بے نظیر تھی۔ اسی طرح زیورِ علم و ادب اور فہم و فراست سے بھی آراستہ و پیراستہ تھی۔ میاں بیوی میں بے انتہا محبت تھی۔ نیک دل رانی شوہر کی بے اعتدالیوں اور لاپروائی سے بہت جلتی کڑھتی تھی۔ اور اُسے حکمت عملی کی تدبیروں سے سمجھایا کرتی تھی۔ چنانچہ رانی کی متواتر نصیحتوں سے راجہ نے تمام برائیاں چھوڑ دیں۔ اور عدل و انصاف اور رعیت پروری کو اپنا مطمح نظر بنایا۔ اور اپنی بدکرداریوں کے کفارہ میں بے شمار زر نقد اور مال اسباب غریبوں مسکینوں کو خیرات کیا۔ شرمیتی نے علم ادب کو بڑا رواج دیا۔ پنڈت سوم بٹ کو نوکر رکھ کے برتھا کتھا کا پنشاچ بھاشا سے سنسکرت میں ترجمہ کرایا۔ اور پنج بھارہ کے برہمنوں کے لئے کئی گاؤں وقف کئے۔ گوری شنور اور سوبہ مٹ

مندر بھی تعمیر کیے۔ اس کے عہد میں دس سے زیادہ بغاوتیں ہوئیں۔ لیکن سب فرو کر دی گئیں۔ اس کے بعد راجہ نے رانی کے مشورہ سے اپنے بیٹے کلش دیو کو حکومت سپرد کر دی۔ اور خود مع رانی کے کسی جنگل میں رہنے لگا۔ کلش دیو کی حکومت سنہ ۱۰۶۳ء سے شروع ہوئی۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے عیاشی و بدمعاشی اور اوباشی شروع کر دی۔ سلطنت کے کاموں میں نہایت ابتری پیدا ہو گئی۔ ملک میں امن و اطمینان باقی نہ رہا۔ اننت دیو کو جب خبر ملی۔ تو اس نے بیٹے کو بلا کر سمجھایا۔ شری متی نے بھی نصیحت کی۔ لیکن کلش دیو ناصحانہ گفتگو سے ماں باپ سے ناراض ہو کر چلا آیا۔ اور محل میں آ کر اپنی علالت مشہور کی۔ محبت پدری نے جوش مارا۔ ماں باپ اس کی عیادت کو شہر میں آئے۔ جب یہ محل میں جانے لگے تو دربان نے اندر جانے سے روکا۔ اس پر اننت دیو برہم ہوا۔ اور تمام مال و اسباب اور خزائن و دفائن ساتھ لے کر مندر بجے شور میں جا بیٹھا۔ کلش دیو نے فوج لے کر ماں باپ پر چڑھائی کر دی۔ رانی شری متی نے برہمنوں اور پنڈتوں کے ذریعہ کلش دیو کو بہت کچھ فہمائش کرائی۔ جس سے وہ واپس تو ہو گیا مگر سری نگر میں واپس جاتے ہی اس نے باپ کے بہی خواہوں اور ہمراہیوں کے مکانات کو جلا ڈالا اور ان کا مال و اسباب ضبط و قرق کر لیا۔ اور اپنے ماں باپ کو طرح طرح سے دق کیا۔ باپ کے طرفداروں اور ہمراہیوں کو چن چن کر قتل کر دیا۔ رحمدل شری متی محبت مادری کی وجہ سے اننت دیو کو بیٹے کی گرفتاری اور قتل سے روکتی تھی۔ جس سے کلش دیو کا حوصلہ روز بروز بڑھ رہا تھا۔ ایک دن جبکہ مقام بیج بہارہ میں شری متی اور اننت دیو مقیم تھے۔ رات کے وقت کلش دیو نے پہنچ کر آگ لگا دی۔ بہت سے آدمی اور سامان جل گیا۔ بمشکل راجہ اور رانی نے بھاگ کر اور دریا عبور کر کے جانیں بچائیں۔ اس واقعہ نے اننت دیو اور شری متی پر بہت برا اثر کیا۔ ان کے پاس پیٹ بھرنے کا سہارا بھی نہ رہا۔ مجبوراً رانی

کا بازو بند بیچ کر غذا فراہم کی۔ بچے کھچے ملازموں کی تنخواہوں کا انتظام کیا۔ جلے ہوئے مکانات کی از سر نو مرمت و تعمیر کرائی۔ آخر بیٹے کے سخت مظالم کے اثر سے انونت دیو نے خود کشی کر لی۔ جس کے ساتھ شریمتی بھی ستی ہو گئی۔

تمت بالخیر

کشمیر کے متعلق نادر و لاجواب کتابیں

اسلام اور کشمیر مسلمانوں پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ہندوستان میں تیغ غوریہ جہاد غزنویہ اور شمشیر عالمگیری کے ذریعہ اسلام کو پھیلایا ہے۔ مورخین اسلام اور ان غیر مسلموں نے جنکو تاریخ کا صحیح علم ہے۔ ہمیشہ ان خود ساختہ الزامات کی تردید کی ہے۔ لیکن کشمیر میں جس حیرت انگیز طریق سے قریباً سارے ملک نے دفعتاً اسلام کو قبول کیا ہے۔ یہاں تک کہ راجہ کشمیر نے خود سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اسکے بعد باقی لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس واقعہ نے معترضین کے اعتراضات کی تمام قلعی کھول دی ہے۔ یہ کتاب دیکھنے اور پڑھنے کے قابل ہے ۸ر

مرقع کشمیر پنڈت بشن نرائن در بیرسٹر ایٹ لا مرحوم سابق پریذیڈنٹ کانگریس کی درد انگیز نظم جس نے پنجاب و صوبہ متحدہ اور کشمیر کے پنڈتوں کے جذبات وطنیہ میں ایک تلاطم پیدا کر دیا۔ ۲ر

للہ عارفہ کشمیر کی اس مشہور عابدہ و زاہدہ دیوی کے حالات جس کو مسلمان کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمان تھی۔ اور ہندو کہتے ہیں۔ کہ وہ ہندو تھی اس کے عبرت انگیز اور نتیجہ خیز اشلوک اور عارفانہ رموز و نکات اور اپنے گرو سے دلچسپ سوالات یہ سب باتیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ ۲ر

کشمیر اور اکبر اعظم اکبر نے کشمیر کو فتح کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے - اور کشمیر کی خانہ جنگیوں
اور ملک کی نااتفاقی سے آخر وہ کس طرح اور کس قدر جلد کامیاب ہوگیا - علاوہ ازیں
دربار اکبری کے حالات پادریوں کی چالیں - سلیم کی بغاوتیں حسن وعشق کے تڑپا دینے والے حالات
اکبر کی موت کا پر حسرت سین - یہ سب باتیں دل پر نقش ہونے والا اثر کرتی ہیں - عہ/

مکمل راج ترنگنی - ہندوؤں پر الزام لگایا جاتا ہے - کہ ان میں تاریخ لکھنے کی عادت نہ تھی
اس لئے ان کی تاریخ محفوظ نہیں - لیکن حقیقت یہ ہے - کہ کشمیر نے یہ الزام غلط ثابت
کر دیا ہے - کشمیر ہر چند ایک چھوٹا سا ملک ہے - لیکن اس میں علوم وفنون اور تہذیب
وشائستگی کی وہ کثرت رہی ہے - کہ سارے ہندوستان میں اس کا فیض پہنچتا تھا - چنانچہ کشمیر
اپنی پانچ ہزار سالہ مسلسل تاریخ رکھتا ہے - جس کا نام راج ترنگنی ہے - یہ کتاب سنسکرت میں بزمانہ
راجہ جے سنگھ لکھی گئی تھی - حال ہی میں اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے - اور انگریزی سے اب
اسے اردو کا لباس پہنایا گیا ہے - اس تاریخ نے دوست دشمن سب پر کشمیر کی قابلیت شجاعت
ذہانت اور اس کے گذشتہ علوم وفنون کا خاص اثر ڈالا ہے - اور حیرت انگیز واقعات کا انکشاف
کیا ہے - جلد اول صہ روپیہ جلد دوم عہ روپیہ مکمل عہ روپیہ کاغذ نہایت اعلیٰ جلد خوبصورت [illegible]

آخری دو حصے ایک - اسلامیہ عہد حکومت کے متعلق جس کا حجم ساڑھے تین [illegible]
مکمل تاریخ کشمیر صفحہ کے قریب ہے - ایسی مفصل تاریخ اردو میں اب تک نہیں لکھی گئی
اسلامی عہد حکومت میں کشمیر جنت نظیر نے کیا کیا انقلاب دیکھے ہیں - کشمیری النسل سلاطین اور ان کے
بعد مغل بادشاہوں اور پھر پٹھانوں نے کشمیر میں کس قسم کی حکومت کی ہے - اور اہل ملک کی اخلاقی
ملکی اور مالی حالت پر اس کا کیا اثر پڑا ہے - اس کی مفصل کیفیت اسی تاریخ سے آپ کو ملیگی - دوسرے
حصے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ اور ان کے بعد کے سکھ مہاراجگان کے عہد حکومت کا ذکر ہے - سکھوں کی
۲۷ سالہ حکومت کشمیر نے کشمیر کے لوگوں پر جو اثر ڈالا ہے - اور خود سکھ مہاراجگان کی سازشوں نے
جس عبرتناک طریق سے سکھوں کی حکومت کا پنجاب وکشمیر دونوں سے خاتمہ کر دیا ہے - اس کا دل ہلا دینے

دانا بیان اہل دل کیلئے ایک واقعہ عبرت ہے دونوں حصوں کا حجم ۱۴۴ صفحہ ہے قیمت عہ۸ر کاغذ دبیز کتاب مجلد

مشاہیر کشمیر ابتدا میں موجودہ مہاراجہ صاحب کے اور انکے خاندان کے حالات درج ہیں۔ پھر ان قریباً چالیس اہل خطہ لوگوں کے دلچسپ کوائف و سوانحات عمر درج ہیں۔ جنکے آباؤ اجداد سکھوں، پٹھانوں یا مغلوں کے زمانہ میں کشمیر سے پنجاب، یوپی، سرحد اور بنگال میں آئے۔ اور جنکی ذریات نے اپنی خداداد ذہانت سے وہ ترقی کی کہ ان میں سے اکثر دہلی و لکھنؤ میں وزیر سلطنت کے عہدوں تک پہنچے۔ بہت سے اعلیٰ قانون دان جج ملکی و قومی لیڈر اور نامی شاعر اور ادیب کہلائے۔ ان میں پنڈت اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔ یہ حالات ترقی کرنیوالے لوگوں کے لئے سبق آموز اور اہل کشمیر کیلئے باعث فخر ہیں۔ عہ

تاریخ اقوام کشمیر کشمیر کی مختلف النسل اور مختلف المذاہب قوموں ذاتوں اور گوتوں کے بننے کے عجیب و غریب تاریخی حالات انکے آبائی پیشوں اور دلچسپ کوائف و معلومات کا تذکرہ عہ

رہنمائے کشمیر دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہونیکے قریب ہے۔ کشمیر کے متعلق اس سے بہتر معلومات بہم پہنچانے والی اور گائیڈ نہ مل سکے گی عہ ۸ر

شالامار باغ اصل میں اس کتاب میں شالامار باغ لاہور کے حالات درج ہیں۔ لیکن اسی ضمن میں چونکہ ہندوستان کے دیگر باغات شالامار کا بھی ذکر ہے۔ اسلئے اسکا مطالعہ اہل کشمیر کیلئے بھی دلچسپی کا باعث ہے۔ کشمیر کے شالامار باغ کے حالات بھی اسمیں اس تفصیل سے ہیں کہ اور کہیں نہیں مل سکینگے۔ ظفر خاں احسن شاہجہان کے زمانہ کے گورنر کشمیر نے کشمیر کے باغات پر جو مثنوی کہی ہے۔ اور اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس سے اس کتاب میں منقولات درج کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

ملک الشعراء غنی کاشمیری عہد شاہجہان کے نامور شاعر فخر کشمیر و ملا محمد طاہر غنی کے حالات معہ انکی شاعری اور انکے ہمعصر شاعروں کے ۸ر دیوان غنی ۱۲ر دونوں یکجا خریدار سے عہ

ناول سیلاب کشمیر عہ مجبور کشمیر عہ حسن کشمیر عہ نظارہ کشمیر عہ } ان چاروں کتابوں کے لئے صرف تین روپے

المشتہر ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

زنانہ حاضر جوابیاں جس میں جنس لطیف یعنی عورتوں کی ذہانت وطباعی اور حاضر جوابیوں اور بدیہہ گویوں کے نادر دلچسپ دلکش اور بہترین نظم و نثر کے زندہ نمونے عربی فارسی اور اردو کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے فراہم کرکے درج کئے گئے ہیں مسلمان عورتوں کی ادبی قابلیت دیکھنی ہو تو اس کتاب کو جو اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اور بیحد مقبول ہو رہی ہے۔ ضرور دیکھئے تمام اسلامی اخبارات نے اسکو زنانہ لٹریچر میں بہترین اضافہ تسلیم کیا ہے۔ قیمت صرف ۶؍

محب وطن خواتین ہند جس میں ۲۲ ہندو مسلمان سکھ اور پارسی محب وطن خواتین ہند کے حالات سوانحات عمر اور ملکی جذبات سے لبریز خیالات ولولہ انگیز اور موثر پیرایہ میں درج ہیں۔ جنھوں نے اپنے ملک و ملت کو غلامی سے ابدی نجات دلانے کیلئے ہر مصیبت ہر مشکل اور ہر تکلیف عین راحت تصور کی ہے۔ بلکہ اپنے بھائیوں بیٹوں اور خاوندوں کے جیل میں جانے اور انکے زبان بند و نظر بند ہونیکو ملک کی دائمی آزادی کا ذریعہ سمجھا ہے۔ قیمت ۸؍

تذکرہ خواتین دکن آج ملکی جدوجہد میں عورتوں کا نام دیکھ رہے ہو۔ لیکن تاریخ دیکھو ہندوستان میں فداکاران ملک و ملت عورتوں کا نام ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ خواتین دکن اس امر میں خصوصیت سے ممتاز و مشہور رہی ہیں۔ وہ صرف صاحب قلم ہی نہ تھیں جو تحریر و تقریر کے ذریعہ ہی ملکی جذبات کو حرکت میں لاتی تھیں۔ بلکہ میدان جنگ میں بھی جب جاتی تھیں۔ تو صفوں کی صفیں صاف کردیتی تھیں۔ انہیں سے اکثر نے خود فوج کی سپہ سالاری کی ہے۔ اور ملکی انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بڑے دلچسپ اور ولولہ انگیز حالات ہیں قیمت ۸؍

مسلمان غازی عورتیں یعنی فداکاران وطن اور جانثاران مذہب عورتوں کے حالات۔ جنھوں نے میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور انکے مدادارہ میں اور تمام غزوات میں مردوں کو دوش بدوش کام کیا ہے۔ ۱۲؍

ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

تاریخ حریت اسلام

اس قدر ضخیم کتاب کا چند ماہ کے اندر ہی ایک ایڈیشن ختم ہو جانے۔ اور دوسرا ایڈیشن چھپنے سے پیشتر ہی پانچ چھ سو کے قریب درخواست جمع ہو جائے۔ اس سے زیادہ اس کی قبولیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یہ فخر صرف تاریخ حریت اسلام ہی کو ہے جس میں زمانہ رسالت عہد خلافت خلفائے بنی امیہ و عباسیہ عہد بنی بویہ۔ سلجوقیہ و دولت ہسپانیہ و غزنویہ کے علاوہ ترکی۔ مصر الجزائر و مراکش اور فرمانروایان ہند و خاندان افاغنہ غلامان و عہد مغلیہ وغیرہ اور سلطان بادشاہان دکن۔ سندھ گجرات۔ کشمیر کے عہدہائے گزشتہ کے راست باز حق گو حق پرست بزرگوں کے حیرت خیز جرأت آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف حریت و مساوات خدا ترسی و پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق و صداقت اور فدائے مذہب و ملت عورتوں کے سوانحات درج ہیں۔ دوسرا ایڈیشن صفحہ چار سو سے زاید مجلد ہے اس کتاب کے متعلق جو رائیں ملک کے نامور علم دوست اصحاب اور ممتاز لیڈروں اور قومی و اسلامی اخبارات نے ظاہر کی ہیں۔ وہ مصنف کے لئے قابل فخر و عزت ہیں یہ تاریخ قومی و اسلامی مدارس میں بطور انعام دی جاتی ہے۔ بعض میں بطور نصاب داخل ہے۔ اور بعض میں سپلیمنٹری ریڈر کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ پبلک اور اسلامی و نیشنل لائبریریوں نے بھی اس کو خرید کیا ہے۔ اور سررشتہ تعلیم پنجاب نے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے اس کی خریدنے کی سفارش کی ہے۔ اس تاریخ کو ملک کے تمام برگزیدہ اصحاب نے اسلامی لٹریچر میں بہترین اضافہ تسلیم کیا ہے۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ: **ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور**